عصر رسول ﷺ میں تدوین قرآن

قسط (۲)

علامہ شیخ محسن نجفی

رسالتماب ﷺ کی رحلت کے بعد عصر حضرت ابوبکر میں جمع قرآن کو جو شہرت دی گئی ہے اس کے بارے میں ہم ارباب تحقیق کی خدمت میں چند حقائق پیش کرتے ہیں۔

یمامہ کی جنگ میں قاریان قرآن کی شہادت کے واقعہ کے بعد حضرت عمر نے حضرت ابوبکر سے کہا:
اے ابوبکر یمامہ کی جنگ میں بہت سے قاری شہید ہوگئے ہیں۔ مجھے خوف ہے کہ دوسری جنگوں میں بھی اگر اسی طرح قاری شہید ہوتے رہے تو قرآن کا ایک معتدبہ حصہ ضائع ہو جائے گا۔(۴۲)

چنانچہ حضرت عمر نے ایک بار نہیں کئی بار تاکید کی کہ قرآن ہماری طرف سے جمع ہونا چاہیے خود حضرت ابوبکر فرماتے ہیں: **فلم یزل یراجعنی عمر**

چنانچہ عمر بار بار مجھ سے کہتے رہے کہ قرآن کو جمع کیا جائے ان کے بار بار اصرار پر میں نے زید بن ثابت کو بلایا اور ان سے کہا:

انک شاب عاقل لا نتھمک وقد کنت تکتب الوحی لرسول اللّٰہ فتتبع القران واجمعہ

آپ جوان، عقل مند اور قابل بھروسہ ہیں اور رسول اللہ کے لئے وحی بھی لکھا کرتے تھے لہذا آپ قرآن میں تتبع کیجیے اور اسے جمع کیجیے(۴۳)

زید نے ایک سوال اٹھایا اور حضرت ابوبکر سے کہا: **کیف تفعل شیئاً لم یفعله رسول الله** آپ وہ کام کیسے کریں گے جس کو رسول اللہ نے انجام نہیں دیا ہے۔ لیکن اصرار سے مجبور ہو کر آخرکار زید نے اس امر کی سنگینی کے اظہار کے ساتھ اس ذمہ داری کو قبول کیا۔

پھر ایک ۲۵ رکنی کمیٹی تشکیل دی گئی اور اعلان کیا گیا کہ جس نے رسول اللہ سے قرآن کا کچھ حصہ اخذ کیا ہو وہ ہمارے پاس جمع کرا دے اس کمیٹی کا طریقہ کا یہ تھا کہ جب تک کسی آیت کے قرآن ہونے پر دو گواہ پیش نہ ہوتے وہ اسے قرآن کے طور پر قبول نہ کرتے سوائے ان آیات کے جنہیں خزیمہ بن ثابت انصاری پیش کرتے تھے۔ اس لئے کہ رسول خدا نے ان کی ایک گواہی کو دو گواہی کے برابر قرار دیا تھا۔

اسی اثنا میں حضرت عمر یہ عبارت لے کر آئے: **الشیخ و الشیخه اذا زنیا فارجموھما البتة نکالا من الله** 'زید نے حضرت عمر کے پیش کردہ اس عبارت کو قرآن کے طور پر تسلیم کرنے سے انکار کیا کیونکہ حضرت عمر کے پاس مطلوبہ گواہ موجود نہ تھے۔ (۴۵)

اس طرح سے زید بن ثابت نے قرآن کو جمع کیا' اور اس نسخہ کو ایک صندوق بالفاظ روایت ایک (ربعہ) میں محفوظ کر لیا۔

چند حقائق

یہ وہ واقعہ ہے جو جمع قرآن کے بارے میں اکثر کتابوں میں پایا جاتا ہے اس واقعہ کے بارے میں چند حقائق کا ذکر ناگزیر ہے۔

۱۔ تواتر قرآن اور دو گواہ

اس بات پر پوری امت کا اجماع ہے کہ قرآن تواتر سے ثابت ہے اور جو تواتر سے ثابت نہیں ہے وہ قرآن نہیں ہے 'زید نے دو گواہوں کی گواہی کی بنا پر قرآن جمع کیا ہے' اور حد یہ ہے کہ بعض آیات کے لئے دو گواہ تک موجود نہ تھے چنانچہ ایک گواہ کی گواہی کی بنا پر آیت کو قرآن کی حیثیت سے قبول کر لیا گیا۔

۲۔ زید بن ثابت

حضرت ابوبکر نے اس تاریخی اور نہایت اہمیت کے حامل کام کے لئے حضرت زید کو کیوں انتخاب کیا؟' زمانہ رسول میں جن افراد کو حفظ قرائت قرآن میں ایک ممتاز مقام حاصل تھا اور بقول صحیح بخاری کے 'جن شخصیتوں کی طرف تعلیم قرآن کے لئے رجوع کرنے کا حکم دیا گیا تھا وہ عبداللہ بن مسعود' ابی

بن کعب، معاذ بن جبل اور سالم تھے ان میں زید کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

ابن مسعود کا مقام سب کے لئے عیاں ہے ابی بن کعب کو سید القراء کہتے تھے معاذ بن جبل کو (امام العلما) کا لقب دیا گیا تھا' حضرت زید کاتب وحی کی حیثیت سے شہرت رکھتے تھے مگر حفظ و قرائت میں ان کا کوئی مقام نہ تھا۔

ابو وائل کہتے ہیں کہ ابن مسعود نے ہمارے سامنے ایک خطبہ دیا جس میں انہوں نے کہا: کیا تم مجھے زید بن ثابت کی قرائت کی پیروی کرنے کو کہتے ہو جبکہ میں نے خود رسول کریمؐ کی زبان مبارک سے ستر سورتوں سے زائد قرآن سنا ہے' زید تو اس وقت کم سن بچے تھے اور ان کے سر پر دو چوٹیاں تھیں۔(۴۶)

البتہ زید میں ایک خصوصیت تھی وہ یہ کہ ہیت حاکمہ کو ان پر اعتماد تھا چنانچہ اس کا اظہار خود حضرت ابوبکر نے اپنے الفاظ میں کیا ہے: **لا نتھمک** ہم تم پر اعتماد کرتے ہیں اس اعتماد کی وجہ یہ ہے کہ زید بن ثابت' انصار کا ایک فرد ہونے کے باوجود سقیفہ میں مہاجرین کے موقف کا حامی تھا' چنانچہ انہوں نے بروز سقیفہ اپنا سیاسی موقف ان الفاظ میں بیان کیا:

ان رسول اللّٰہ کان من المھاجرین وکنا انصارہ' وانما یکون الامام من المھاجرین ونحن انصارہ

یعنی خود رسول خدا مہاجرین میں سے تھے اور ہم ان کے انصار تھے آج امام بھی مہاجرین میں سے ہوگا اور ہم اس کے انصار ہوں گے۔(۴۷)

شاید اسی سیاسی موقف کا اثر تھا کہ آپ نہایت ثروت مند ہوگئے اور اپنے پیچھے دیگر اموال دولت کے ایک لاکھ دینار کا سونا اور چاندی چھوڑا جو کلہاڑے سے کاٹا گیا اور وارثوں میں تقسیم ہوا(۴۸)

۳۔ دیگر قرآنی نسخے

سب سے اہم اور قابل توجہ بات یہ ہے کہ قرآن کے ضیاع ہونے کا کوئی خطرہ سرے سے موجود ہی نہ تھا کیونکہ اس وقت قرآن کے متعدد قابل توجہ نسخے لوگوں کے ہاتھوں میں موجود تھے۔

چنانچہ ابن اثیر لکھتے ہیں:

دمشق میں ابی بن کعب کا مصحف، حمص میں مقداد کا مصحف، کوفہ میں ابن مسعود کا مصحف اور بصرہ میں ابوموسی کا مصحف موجود تھا' کچھ لوگوں نے تو اپنے اپنے قرآنی نسخوں کے نام بھی تجویز کیے

تھے، چنانچہ ابن مسعود کے مصحف کو " دیباج القرآن " ابو موسی کے مصحف کو " لباب القلوب " کہتے تھے (۴۹)

ذیل میں ہم ان قرآنی نسخوں کے مصحفوں کا ذکر کرتے ہیں جو حضرت ابوبکر کے زمانے میں موجود تھے۔

ا۔ مصحف علی علیہ السلام

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

ولقد کنت اتبعه اتباع الفصیل اثر امه یرفع لی فی کل یوم من اخلاقه علما و یامرنی بالاقتداء به 'و لقد کان یجاور فی کل سنة بحراء فاراه ولا یری غیری 'ولم یجمع بیت واحد یومئذ فی الاسلام غیر رسول اللہ و خدیجة وانا ثالثهما' اری نور الوحی والرساله' واشم ریح النبوة ولقد سمعت رنة الشیطان حین نزل الوحی علیه' فقلت : یا رسول اللہ ما هذه الرنة؟ فقال : هذا الشیطان قد آیس من عبادته' انک تسمع ما اسمع وتری ما اری' الا انک لست بنبی لکنک الوزیر وانک لعلی خیر(۵۰)

حضرت علی فرماتے ہیں کہ پیامبر اکرم ﷺ کی اتباع و پیروی کرنے میں، میں ایسا تھا کہ ان کے پیچھے پیچھے یوں لگا رہتا تھا جیسے اونٹنی کا بچہ اپنی ماں کے پیچھے۔ آپ ہر روز میرے لئے اخلاق حسنہ کے پرچم بلند کرتے تھے اور مجھے ان کی پیروی کا حکم دیتے تھے اور ہر سال کوہ حرا میں کچھ عرصہ قیام فرماتے اور وہاں میرے علاوہ کوئی انہیں نہیں دیکھتا تھا۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور (ام المومنین) خدیجہ کے گھر کے علاوہ کسی گھر کی چار دیواری میں اسلام داخل نہ ہوا تھا البتہ تیسرا میں تھا میں وحی و رسالت کا نور دیکھتا تھا اور نبوت کی خوشبو سونگھتا تھا جب آپ پر پہلے پہل وحی نازل ہوئی تو میں نے شیطان کی ایک چیخ سنی جس پر میں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ یہ آواز کیسی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ یہ شیطان کی آواز ہے جو اپنے پوجے جانے سے مایوس ہو گیا ہے۔ اے علی جو میں سنتا ہوں تم بھی سنتے ہو اور جو میں دیکھتا ہوں تم بھی دیکھتے ہو فرق اتنا ہے کہ تم نبی نہیں ہو بلکہ میرے وزیر و جانشین ہو اور یقیناً" بھلائی کی راہ پر ہو۔ (۵۱)

روی جبیر بن مطعم قال : قال ابی مطعم بن عدی لناو نحن صبیان بمکه : الاترون حب هذا الغلام- یعنی- علیا- لمحمد واتباعه له دون ابیه

جبیر بن مطعم کہتے ہیں مکہ میں ہمارے بچپنے کی بات ہے کہ ہمارے والد نے ہم سے کہا : اس بچے علی کو دیکھو محمد سے اس کو اس قدر محبت ہے' اپنے باپ کو چھوڑ کر محمد کی کیسی اتباع کرتا ہے(۵۲)

سلیمان بن اعمس راوی ہے :

قال علی : ما نزلت ایة الا وانا علمت فیما نزلت واین نزلت و علی من نزلت' ان ربی وھب لی قلبا عقولا و لسانا طلقا" (۵۳)

حضرت علی نے فرمایا : کوئی آیت ایسی نہیں مگر یہ کہ مجھے علم ہے کہ کس سلسلے میں اتاری گئی کہاں اتری اور کس کے بارے میں اتری میرے رب نے مجھے ایک عقل مند دل اور فصیح زبان عنایت فرمائی ہے۔

نیز آپ نے فرمایا :

سلونی عن کتاب اللّٰه فانه لیس من ایة الا وقد عرفت بلیل نزلت ام بنهار فی سهل ام فی جبل

پوچھو مجھ سے کتاب خدا کے بارے میں کیونکہ کوئی ایسی آیت نہیں مگر یہ کہ میں جانتا ہوں کہ رات کو نازل ہوئی ہے یا دن کو میدان میں نازل ہوئی یا پہاڑ پر (۵۴)

ابن مسعود فرماتے ہیں :

ان القرآن انزل علی سبعة احرف ما منها حرف الاوله ظهر وبطن وان علی بن ابی طالب عنده منه الظاهر و الباطن

قرآن سات حروف معانی پر نازل ہوا ہے ان میں کوئی حرف ایسا نہیں جس کے لئے ایک ظہور اور ایک باطن نہ ہو اور علی کے پاس ان حروف کے ظہور اور باطن دونوں کا علم موجود ہے (۵۵)

وصیت رسولؐ

حضرت علی علیہ السلام وہ واحد ذات ہے جن کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن کے بارے میں وصیت فرمائی اگرچہ قرآن امت کے حوالہ ہو گیا تھا اور پورا قرآن امت کے پاس موجود تھا مگر اس کا

محمدیؐ نسخہ بیت مصطفیٰ میں محفوظ تھا' اس نسخہ کے وارث علی بن ابی طالب علیہ السلام تھے اس بنا پر رسالتمآب نے اس مرض کی حالت میں فرمایا جس میں آپ نے رحلت فرمائی:

یا علی هذا کتاب الله خذه الیک ' فجمعه علی فی ثوب و مضی الی منزله' فلما قبض النبی صلی الله علیه وآله وسلم جلس علی فالفه کما انزل الله وکان به عالما

اے علی یہ کتاب خدا ہے اسے اپنے پاس لے جاؤ چنانچہ حضرت علی نے قرآن کو ایک کپڑے میں جمع کیا اور اپنے گھر لے گئے رسول اللہ کی وفات کے بعد آپ نے اسطرح قرآن کی تالیف فرمائی جیسے **اللہ تعالیٰ** نے نازل فرمایا تھا۔ اور آپ اس کو بخوبی جانتے تھے (۵٦)

حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے:

قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم لعلی علیه السلام یا علی القرآن خلف فراشی فی الصحف والحریر و القرطیس فخذوه واجمعوه ولا تضیعوه

رسول خدا نے فرمایا: یا علی قرآن میری خواب گاہ کے پیچھے ایک ابریشم اور کاغذوں میں ہے اس کو اپنے پاس لے جائیں اور جمع کر لیجئے اور ضائع نہ ہونے **دیجیے۔** (۵۷)

نسخہ محمدیؐ کی جمع و تدوین

محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ:

قال علی لما مات رسول الله صلی الله علیه (وآله) وسلم الیت ان لا آخذ علی ردائی الا لصلوة الجمعه حتی اجمع القرآن فجمعه

حضرت علی نے فرمایا: جب رسول خدا نے رحلت فرمائی تو میں نے قسم کھائی کہ میں نماز جمعہ کے علاوہ اپنی عبا کو زیب تن نہ کروں گا(یعنی گھر سے باہر نہ نکلوں) جب تک قرآن کو جمع نہ کر لوں۔ چنانچہ انہوں نے قرآن کو جمع فرمایا (۵۸)

ابن ابی الحدید کہتے ہیں:

اتفق الکل علی ... انه اول من جمعه

سب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سب سے پہلے قرآن حضرت علی نے جمع کیا (۵۹)

زرقانی کہتے ہیں :

وانہ لا یضیرنا فی ھذا البحث ان یقال : ان علیا اول من جمع القرآن بعد رسول اللہ

یعنی اس بحث میں اس بات کے ماننے میں کوئی مضائقہ نہیں کہ رسول اللہ کے بعد سب سے پہلے حضرت علی نے قرآن جمع کیا ہے۔ (٦٠)

اس نسخہ کی انفرادیت :

عکرمہ کہتے ہیں :

لو اجتمعت الانس والجن علی ان یولفوہ ھذا التالیف ما استطاعوا

اگر جن وانس اس بات پر جمع ہو جائیں کہ اس طرح سے قرآن کو جمع و ترتیب دیں تو وہ ایسا نہیں کر سکتے (٦١)

ابن جزی کلبی کہتے ہیں :

لو وجد مصحفہ علیہ السلام لکان فیہ علم کثیر

اگر علی علیہ السلام کا مصحف میسر آ جاتا تو ایک علم کثیر ہاتھ آجاتا (٦٢)

ابن سیرین کہتے ہیں :

لو اصبت ذالک الکتاب لکان فیہ العلم

اگر یہ کتاب میسر آ جاتی تو اس سے علم مل جاتا۔ (٦٣)

شیخ مفید نے الارشاد میں فرمایا :

ان علیا قدم فی مصحفہ المنسوخ علی الناسخ و کتب فیہ تاویل بعض الایات وتفسیرھا بالتفصیل

فیض کاشانی وافی میں لکھتے ہیں :

حضرت علی نے قرآن کی تفسیر' شان نزول اور آیات خود رسول خدا کی املاء سے لکھی تھیں۔

چنانچہ خود حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا :

ولقد جئتھم بالکتاب مشتملا" علی التنزیل والتاویل (٦٤)

میں ان کے پاس قرآن لایا تھا جو تنزیل اور تاویل دونوں پر مشتمل ہے

ان نصوص سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یہ نسخہ صرف تنزیل پر منحصر نہ تھا جیسا کہ باقی

مصحف ہیں یعنی صرف قرآن کی آیات ہی پر مشتمل نہ تھا بلکہ اس میں کچھ تفسیر اور تاویل بھی تھی۔

حضرت علی علیہ السلام نے قرآن کو زرد ابریشم پر تحریر فرمایا اور ایک اونٹ پر لاد کر مسجد نبوی میں موجود اصحاب کے سامنے پیش کیا اور فرمایا:

قال رسول اللّٰہ : انی مخلف فیکم ما ان تمسکتم بھما لن تضلوا بعدی کتاب اللّٰہ و عترتی اہل بیتی' وھذا الکتاب وانا العترۃ

رسول خدا نے فرمایا: میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں ایک اللہ کی کتاب دوسری میری عترت' سو یہ ہے کتاب اور میں ہوں عترت

جواب ملا: اگر آپ کے پاس کتاب ہے تو ہمارے پاس بھی کتاب موجود ہے چنانچہ آپ حجت پوری کر کے واپس تشریف لائے۔

تعجب کا مقام یہ ہے کہ مستشرقین یہ ثابت کرنے کے لئے کہ قرآن زمانہ رسول میں جمع نہیں ہوا۔ لفظ " جمع " سے جو بعض روایات میں وارد ہوا ہے کہ رسول خدا کے زمانے میں قرآن "جمع" ہوا تھا جمع قرآن نہیں بلکہ حفظ قرآن مراد لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ عصر رسول میں قرآن حفظ ہوا تھا جمع نہیں ہوا تھا مستشرقین کی پیروی میں بعض علمائے اسلام حضرت علی علیہ السلام کے جمع قرآن کے بارے میں بہت سی روایات میں لفظ "جمع" کو " حفظ " کے معنی میں لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یعنی سینہ میں حفظ کر لیا تھا (ملاحظہ ہو مقدمہ تفسیر بیضاوی)۔ تاکہ یہ ثابت ہی نہ ہو سکے کہ حضرت علی علیہ السلام نے قرآن جمع کیا تھا اور اسے رد کیا گیا **(لیست ھذہ اول فارورۃ کسرت)**

یہ نسخہ کہاں ہے!؟

ذمہ داری کے ساتھ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ حضرت علی علیہ السلام کا مصحف کہاں ہے لیکن کچھ اوراق ایسے محفوظ تھے یا ہیں جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ حضرت علی علیہ السلام کے دست مبارک سے لکھے ہوئے ہیں۔

ابن ندیم اپنی معروف کتاب (الفہرست) میں لکھتے ہیں:

میں نے اپنے زمانے (سنہ ۳۷۷ ہجری) میں قرآن کا ایک نسخہ ابو یعلی حمزہ حسنی کے پاس دیکھا جس کے کچھ اوراق موجود نہ تھے' یہ قرآن حضرت علی بن ابی طالب کے ہاتھ سے لکھا ہوا تھا یہ نسخہ اولاد حسن میں پشت در پشت چلا آ رہا ہے۔

سنہ ۱۶ھ میں وزیر مامون بطائحی نے ایک قرآن جو حضرت علی علیہ السلام کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا کو

جامع عتیق مصر میں محفوظ کر لیا۔ (٦٥)

ترکی کے کتابخانہ (ایا صوفیہ) میں حضرت کے ہاتھ سے لکھا ہوا ایک قرآن دو جلدوں میں موجود ہے۔

نجف اشرف روضہ امیرالمومنین علیہ السلام میں ایک نسخہ قرآن آپ کے ہاتھ کا لکھا ہوا موجود تھا جو بعد میں ضائع ہوگیا۔ (٦٦)

جناب زنجانی اپنی کتاب تاریخ القرآن میں لکھتے ہیں :

ورایت فی شهر ذی الحجه سنه ١٣٥٣ ھ فی دارا الکتب العلویه فی النجف الاشرف مصحفا بالخط الکوفی کتب علی اخره کتبه علی بن ابی طالب فی سنة اربعین من الهجرة لتشابه ابی وابو فی رسم الخط الکوفی قدیظن من لا خبرة له انه کتب علی بن ابوطالب بالواو

یعنی سنہ ١٣٥٣ھ ماہ ذی الحج الحرام میں نجف اشرف دارالکتب العلویہ میں خط کوفی میں ایک قرآن دیکھا جس کے آخر میں لکھا ہوا تھا کتبہ علی بن ابی طالب سنہ ٤٠ھ کوفی رسم الخط میں ابی اور ابو تقریبا" ایک جیسے لکھے جاتے ہیں اس لئے بے خبر لوگ اسے ابوطالب پڑھتے ہیں ۔

٢۔ مصحف سالم

سالم ،ابو حذیفہ کی زوجہ کا آزاد کردہ غلام ہے آپ کا شمار اصحاب صفہ میں ہوتا ہے آپ کا ایک مصحف تھا

٣۔ ابو زید قیس بن سکن

مالک بن انس کہتے ہیں کہ انہوں نے رسول خدا کے زمانے میں ہی قرآن جمع کیا تھا۔

٤۔ معاذ بن جبل

ان کا مصحف شام اور حمص میں شہرت رکھتا تھا

٥۔ ام ورقہ بنت عبداللہ

آپ نے عصر رسول ہی میں قران جمع کیا تھا

٦۔ سعد بن عبید

یہ عصر رسول کے جامعین قرآن میں شمار ہوتے ہیں۔

۷۔ ابی بن کعب

ان کا لقب سید القراء اور کنیت ابوالمندر ہے' اسلام قبول کرنے سے پہلے قوم یہود کے علماء میں ان کا شمار ہوتا تھا' اور انھیں کتب عہدین پر عبور تھا' ان کا مصحف ترتیب سورۃ کے اعتبار سے دوسرے مصاحف سے مختلف تھا

۸۔ عبداللہ بن سعود

یہ چھٹا شخص ہے جس نے اسلام قبول کیا' اسی لئے ان کو سادس ستہ (چھ میں چھٹا) کہتے تھے۔ ان کے مصحف کو نہایت شہرت حاصل تھی

۹۔ ابو درداء

ان کا شمار بھی عصر رسول کے جامعین قرآن میں ہوتا ہے۔

۱۰۔ مقداد بن اسود

ان کا قرآن حمص شام میں مقبول و مشہور تھا۔

۱۱۔ ابو موسیٰ اشعری

ان کا مصحف بصرہ میں رائج تھا' اور یہ خود بصرہ میں حاکم بھی رہ چکے ہیں ان کے مصحف کو (لباب القلوب) کہتے تھے۔

۱۲۔ حضرت حفصہ

کہتے ہیں حضرت حفصہ لکھنا پڑھنا جانتی تھیں' انہوں نے کتابت حضرت لیلیٰ بنت عبداللہ بن عبد شمس سے بحکم رسولؐ سیکھی تھی' انہوں نے اپنے لئے ایک مصحف تیار کیا تھا' یہ اس مصحف کے علاوہ ہے جس کو حضرت ابوبکر نے جمع کرایا اور حضرت عمر کی وفات کے بعد حضرت حفصہ کے پاس موجود تھا۔

۱۳۔ حضرت عائشہ

متعدد احادیث و روایات سے معلوم ہوتا ہے حضرت عائشہ نے ایک مصحف تیار کرایا تھا' اور اس میں کچھ آیات دوسرے مصاحف سے مختلف تھیں۔

۱۴۔ حضرت ام سلمہ

آپ بھی پڑھنا لکھنا جانتی تھیں' چنانچہ آپ نے اپنے لئے ایک مصحف خود بنایا تھا۔

۱۵۔ زید بن ثابت

ان کا مصحف اس مصحف کے علاوہ ہے جس کو حضرت ابوبکر نے جمع کرایا' اس بات کو نہایت

شہرت حاصل ہے کہ حضرت زید رسول کریمؐ کے ساتھ آخری دورہ قرآن میں حاضر تھے' لہٰذا ان کا قرآن بھی عرضہ اخیر میں شامل سمجھا جاتا تھا۔

۱۶۔ مجمع بن جاریہ

کہتے ہیں ان کا اپنا ایک مصحف تھا' اور انہوں نے عہد رسولؐ میں پورا قرآن حفظ کر لیا تھا صرف دو سورتیں رہ گئی تھیں جو انہوں نے بعد از رحلت رسول خدا ﷺ حفظ کر لیں۔

۱۷۔ عقبہ بن عامر

ان کا اپنا ایک مصحف تھا' کہتے ہیں چوتھی صدی تک ان کا مصحف موجود تھا۔

۱۸۔ عبداللہ بن عامر

ان کا شمار بھی عصر رسولؐ میں قرآن مجید جمع کرنے والوں میں ہوتا ہے۔

۱۹۔ انس بن مالک

ان کا بھی اپنا ایک مصحف تھا۔

۴۔ اختلاف قرات

زمانہ حضرت ابوبکر میں قران کو ضیاع سے بچانے کے لئے اگر زید بن ثابت سے قرآن جمع کرایا گیا تھا عہد حضرت عثمان میں تو یہ جمع شدہ نسخہ مسلمانوں کے ہاتھوں میں کیوں نہیں تھا!

کیونکہ بعد عہد عثمان جب قرائت میں اختلاف پیدا ہو تو اس نسخہ کے معاصر دوسرے نسخوں کا ذکر آتا ہے مگر اس نسخہ کا کہیں ذکر نہیں آتا کہ کچھ لوگ اس مصحف کے مطابق قرائت کر رہے ہوں۔

۵۔ یہ نسخہ ربعہ میں

اگر قرآن کو ضیاع سے بچانا ہی مقصود تھا اور لوگوں کے پاس قرآن محفوظ نہ تھا تو زید بن ثابت کے نسخے کو عام کرنا چاہیے تھا' جبکہ تاریخ گواہ ہے یہ نسخہ ایک صندوق میں بند رہا بقول روایات ایک ربعہ میں بند کر دیا گیا' صرف حضرت عثمان کے دور میں ایک مرتبہ یہ نسخہ ربعہ سے نکالا گیا۔ یہ نسخہ حضرت ابوبکر کے بعد حضرت عمر کے پاس آیا ان کی وفات کے بعد حضرت حفصہ کے پاس رہا ان کی وفات کے بعد مروان بن حکم والی مدینہ نے اسے جلا دیا۔ (٦٧)

۶۔ تضادات

رسول اللہ ﷺ کے بعد جمع قرآن کے بارے میں جو روایات اہل سنت نے اپنی کتابوں میں بکثرت نقل کی ہیں ان میں اس قدر تضادات موجود ہیں کہ ان میں سے کسی ایک روایت پر اطمینان

حاصل نہیں ہو سکتا۔

احادیث جمع قرآن میں موجود تضادات کے بارے میں "البیان فی تفسیر القرآن" کا ضرور مطالعہ کریں اس میں بڑی تفصیل سے اس مطلب کو بیان کیا گیا ہے۔

۷۔ کہتے ہیں کہ جنگ یمامہ میں چار سو قاریان قران کے شہید ہونے کی وجہ سے ضیاع قرآن کا خطرہ لاحق ہوا۔ تاریخی حقائق کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جنگ یمامہ میں تین ہزار قاریان قرآن شریک تھے۔ ان میں سے صرف چار سو کے شہید ہونے سے قرآن کے ضیاع کا خطرہ کیسے لاحق ہو سکتا ہے؟

عصر حضرت عثمان اور قرآن

حضرت عثمان کے زمانے میں اسلام کرہ ارض کے ایک وسیع خطے پر پھیل چکا تھا اور غیر عرب قومیں بھی اسلام میں داخل ہو گئی تھیں۔

دوسری طرف قرآن کے مختلف قرائتیں رائج تھیں' اور اس وسیع و عریض مملکت میں ہر شہر اور ہر علاقہ میں ایک قرات رائج ہو گئی تھی۔

حضرت حذیفہ (۶۸)

ان دنوں میں حضرت حذیفہ آذر بائیجان میں اور ارمنستان کی جنگ میں شریک تھے' اس جنگ میں شام اور عراق کے سپاہی لڑ رہے تھے' شام والے ابی کعب کی قرائت پر قرآن پڑھتے تھے اور عراق والے ابن مسعود کی قرائت کے مطابق قرآن پڑھتے تھے' ان میں سے ہر ایک کو دوسرے کی قرائت اجنبی معلوم ہو رہی تھی لہذا اہل شام اور اہل عراق ایک دوسرے کی تکفیر کرنے لگے۔

حضرت حذیفہ اس صورت حال سے نہایت پریشان ہوئے' اور ارمنستان سے سیدھے کوفہ آگئے یہاں موجود اصحاب رسول کے ساتھ اس مسئلہ کے بارے میں مشورہ کیا تو تمام اصحاب نے اس بات پر اتفاق کیا کہ قرآن کی ایک ہی قرات پر لوگوں کو مجتمع کیا جائے اس بات سے صرف عبداللہ بن مسعود نے اختلاف کیا (۶۹)

علمائے امت کا متفقہ فیصلہ

یہ فیصلہ لے کے حضرت حذیفہ مدینہ پہنچ گئے اور گھر جانے سے پہلے حضرت عثمان کے پاس حاضر ہوئے اور فریاد کی: میں ہی واحد پیغام لانے والا ہوں' میں خبردار کرتا ہوں! حضرت عثمان نے پوچھا: بات کیا ہے؟ حضرت حذیفہ نے فرمایا: اے خلیفہ لوگوں کے فریاد کو پہنچئیے! حضرت عثمان نے پھر پوچھا! کیا

واقعہ پیش آیا ہے؟ حذیفہ نے کہا: لوگوں نے کلام خدا میں اختلاف کرنا شروع کیا ہے مجھے ڈر ہے کہ مسلمانوں کا حشر وہی نہ ہو جو یہود و نصاریٰ کا ہوا ہے۔

ابن اثیر لکھتے ہیں:

فجمع عثمان الصحابة و اخبرهم الخبر فاعظموه' وراوا جميعا ما رای حنيفة

چنانچہ عثمان نے اصحاب کو جمع کیا' اور صورت حال سے آگاہ کیا اصحاب نے اس کو بڑا سانحہ قرار دیا اور سب نے حذیفہ کی تائید کی۔

کمیٹی کی تشکیل

چنانچہ اس مقصد کے لئے اصحاب رسول پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی گئی' حضرت عثمان نے اس کمیٹی سے کہا: **يا اصحاب محمد اجتمعوا فاكتبوا للناس اماما**

اے اصحاب محمدؐ متفقہ طور پر اس امت کے لئے ایک راہنما نسخہ تیار کریں (۷۰)۔

ابتدائی مرحلہ میں چار درج ذیل افراد پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی گئی۔

۱۔ زید بن ثابت

۲۔ سعید بن العاص قرشی

۳۔ عبداللہ بن زبیر

۴۔ عبدالرحمن بن حارث بن ہشام

اس کمیٹی کی سربراہی زید بن ثابت کر رہے تھے۔

کمیٹی کے ارکان میں علمی قابلیت کے فقدان کی وجہ سے اس عظیم کام کو سرانجام دینے سے وہ عاجز رہے چنانچہ ایک اور کمیٹی تشکیل دی گئی ہے اور اس میں درج ذیل افراد کو شامل کیا گیا۔

۱۔ ابی بن کعب

۲۔ عبداللہ بن عباد

۳۔ انس بن مالک

۴۔ مالک بن ابی عامر

۵۔ کثیر بن افلح

۶۔ مصعب بن سعد

۷۔ عبداللہ بن فطیمہ (۷۱)

اس کمیٹی کے سربراہ ابی بن کعب تھے۔

قال ابو العالیه : انهم جمعوا القرآن من مصحف ابی بن کعب، فکان رجال یکتبون یملی علیهم ابی بن کعب

ابو العالیہ کہتے ہیں : انہوں نے قرآن کو ابی بن کعب کے مصحف سے جمع کیا، چنانچہ ابی بن کعب املاء لکھاتے تھے اور کچھ لوگ لکھتے تھے۔

حضرت امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں :

اما نحن نقرا علی قراءۃ ابی

ہم ابی بن کعب کی قرائت کے مطابق (قرآن) پڑھتے ہیں (۷۲)

حضرت عثمان کا دخل

امت میں قرآن کو ایک ہی قرائت پر متحد کرنے کی تحریک حضرت حذیفہ کی طرف سے چلی، اور اصحاب رسول نے ان سے اتفاق کیا اور ان کی تائید کی، حضرت عثمان نے اپنی مرضی کے چار افراد پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی جو کام نہ کر سکی۔ بعد میں اہل افراد سامنے آئے اور اس عظیم کارنامے کو بطور احسن انجام دیا، اس طرح (**وانا له لحافظون**) کا وعدہ پورا ہوگیا۔

ایک حرف

چنانچہ حکومت وقت اس سلسلہ میں اس حد تک بے دخل ہو گئی تھی کہ ایک حرف کے تغیر و تبدل پر بھی قادر نہ تھی۔

عن علباء بن احمد ان عثمان بن عفان لما اراد ان یکتب المصاحف اراد ان یلقوا الواوالتی فی براءۃ (والذین یکنزون الذهب...) فقال ابی : لتلحقنها او لا ضعن سیفی علی عاتقی فالحقوها

علباء بن احمد راوی ہے کہ حضرت عثمان جب قرآن لکھوا رہے تھے تو سورہ برائت کی آیت (**والذین یکنزون الذهب**) کی واو کو حذف کرانا چاہتے تھے، مگر ابی بن کعب نے کہا : یہ واو رہے گی ورنہ ہم تلوار اٹھائیں گے چنانچہ اس واو کو رہنے دیا گیا۔

(۷۳)

بعد میں قرآن مجید کے دوسروں نسخوں کو نذر آتش کرنے کے پر لوگوں نے حضرت عثمان کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا تو انہوں نے اپنی صفائی پیش کرتے ہوئے اپنے آپ کواس عمل میں دوسروں کا تابع قرار دیا

نہ سربراہ' ملاحظہ ہو ان کا یہ قول

وانما انا فی ذالک تابع لھولاء

یعنی میں تو اس سلسلے میں صرف ان لوگوں کا تابع رہا ہوں(۷۴)

حضرت عثمان جامع قرآن ہیں ؟

قال الحارث المحاسبی المشھور عند الناس ان جامع القرآن عثمان ولیس کذالک انما حمل عثمان الناس علی القراءۃ بوّجہ واحد

حارث محاسبی نے کہا لوگوں میں مشہور یہ ہے کہ عثمان جامع قرآن ہے جبکہ ایسا نہیں ہے' عثمان نے تو صرف لوگوں کو ایک ہی قرائت اختیار کرنے پر آمادہ کیا ہے (۷۵)

قاضی ابوبکر اپنی کتاب (الانتصار) میں لکھتے ہیں :

لم یقصد عثمان قصد ابی بکر فی جمع نفس القرآن بین لوحین' وانما قصد جمعھم علی القراء ات الثاتیۃ المعروفۃ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ (وآلہ) وسلم الفاء ما لیس کذالک' واخذھم بمصحف لا تقدیم فیہ ولا تاخیر ولا تاویل

عثمان نے ابوبکر کی طرح خود قرآن کو جمع کرنے کا ارادہ نہیں کیا تھا' ان کا مقصد صرف یہ تھا لوگوں کو ان قرائتوں پر مجتمع کیا جائے جو رسول کریم سے ثابت ہے اور دوسری چیزوں کو متروک قرار دیا جائے اور لوگوں کو ایسے قرآن پر مجتمع کیا جائے جس میں نہ تقدیم و تاخیر ہو نہ تاویل ۔

مولانا حبیب الرحمان صدیقی مقدمہ تفسیر بیضاوی میں فرماتے ہیں :

وما اشتھران جامعہ عثمان فھو علی ظاھرہ باطل لانہ انما حمل الناس سنہ ۲۵ القراءۃ بوجہ واحد

یہ جو شہرت ہوئی ہے کہ عثمان جامع قرآن ہے' یہ بات ظاہری مضمون کے اعتبار سے ہے'لیکن باطل ہے' انہوں نے تو صرف لوگوں کو ایک قرائت اختیار کرنے پر آمادہ کیا تھا۔ (۷۶)

حضرت علی علیہ السلام کا موقف

علامہ حلی اپنی کتاب " تذکرہ " میں لکھتے ہیں :

حضرت عثمان نے حضرت علی علیہ السلام سے بھی منظوری لی تھی اور حضرت علی علیہ السلام کا یہ فرمان بھی مشہور ہے کہ آپ نے دور عثمان میں لوگوں کو ایک ہی قرآن پر مجتمع کرنے کے اس عمل کے انجام پانے کے بعد فرمایا :

لا یهاج القرآن بعد الیوم

اس کے بعد قرآن پر کوئی اختلاف نہیں ہوگا۔(۷۷)

حضرت عثمان کے عہد خلافت جب لوگوں کو ایک مصحف پر متفق کرنے کی مہم چل رہی تھی' تو جناب حضرت طلحہ نے حضرت علی علیہ السلام سے پوچھا:

آپ نے رسول اللہؐ کی وفات کے بعد قرآن جمع کیا تھا' جسے اس قوم نے مسترد کردیا کیا آج آپ اسی قرآن کو دوبارہ پیش نہیں کر سکتے؟ آپ نے جواب نہیں دیا طلحہ نے ہر چند اصرار کیا لیکن آپ نے جواب نہیں دیا' طلحہ نے کہا: ابوالحسن ! آپ مجھے جواب کیوں نہیں دیتے ؟ آپ نے فرمایا : اگر تم نے اسی قرآن کو اخذ کیا تو تمہیں آتش جہنم سے نجات ملے گی اور جنت میں داخل ہو جاؤ گے طلحہ نے کہا: اگر قرآن یہی ہے تو پھر کافی ہے(۷۸)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات

۴۲۔ صحیح بخاری جمع القرآن 'ج ۶ ص ۹۸

۵۳۔ صحیح بخاری 'باب جمع القرآن

۴۴۔ مستشرقین مثلاً NALDAKE یہ نظریہ رکھتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ کے زمانے میں قرآن جمع نہیں ہوا اور حضورؐ قوم کو کوئی شئے کتابی شکل میں نہیں دیے گئے کیونکہ اگر قرآن رسول اکرمؐ کے زمانے میں جمع شدہ اور کتابی شکل میں موجود ہوتا تو ضیاع قرآن کا کوئی خطرہ لاحق نہیں ہونا چاہیے تھا۔

۴۵۔ الاتقان ج ۱ ر ص ۵۸

۴۶۔ سنن نسائی ج ۳ ر ص ۴۳۱ المصاحف ص ۱۵

۴۷۔ ابن عساکر تہذیب ج ۳ ر ص ۴۴۲

۴۸۔ مروج الذہب

۴۹۔ الکامل ج ۳ ر ص ۵۵

۵۰۔ **نهج البلاغة** خطبہ ۱۹۲' ۔ ۹۱۱ ۔ ۱۲۲

۵۱۔ شرح ابن ابی الحدید ج ۱۳ ر ص ۱۹۸

۵۲۔ شرح ابی الحدید ج ۱۳ ر ص ۳۳۸

۵۳۔ الطبقات الکبری ج ۲ ر ص ۳۳۸

۵۴۔ الطبقات الکبری ج ۲ ر ص ۳۳۸

۵۵۔ حلیہ الاولیاء

۵۶۔ التمہید ا ر ص ۲۲۷

۵۷۔ بحار الانوار

۵۸۔ الاتقان ج ا ر ص ۵۹

۵۹۔ شرح ابن ابی الحدید ج ا ر ۶۷

۶۰۔ مناھل العرفان ج ا ر ص ۲۴۷

۶۱۔ الاتقان ج ا ر ص ۵۹

۶۲۔ التسہیل لعلوم التنزیل ج ا ر ص ۴

۶۳۔ الطبقات الکبری ج ۲ ر ص ۳۸۸

۶۴۔ الاء الرحمن ج ا ر ص ۲۵۷

۶۵۔ خطط مریزی تاریخ قرآن

۶۶۔ رامیا، تاریخ قرآن ۳۷۴

۶۷۔ المصاحف ۲۱

۶۸۔ حضرت حذیفہ بن یمان عراقی الاصل اور سابقین فی الاسلام میں آپ کا شمار ہوتا تھا، وہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رکابدار تھے، جب حضورؐ جنگ تبوک سے واپس تشریف لارہے تھے تو منافقین کی ایک جماعت تاک میں بیٹھی ہوئی تھی کہ رات کی تاریکی سے فائدہ اٹھا کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہید کیا جائے، مگر اچانک بجلی چمکنے پر رسول خداؐ اور حذیفہ نے ان سب کو دیکھ اور پہچان لیا، حضورؐ نے حذیفہ سے فرمایا: اس راز کو کسی پر ظاہر نہ کرو چنانچہ واحد صحابی تھے جو منافقین کو جانتے تھے۔ اسی لئے ان کو (صاحب سر) کہا جاتا تھا۔

۶۹۔ ابن اثیر، تاریخ الکامل ج ۳ ر ص ۵۵ ۷۰ ۔ الاتقان

۷۰۔

۷۱۔ التمہید ج ا ر ص ۲۸۱

۷۲۔ وسائل الشیعہ ج ۴ ر ص ۷۲۱

۷۳۔ الدر المنثور ج ۳ ر ص ۳۳۳

۷۴۔ تاریخ طبری ج ا ر ۲۵۲

۷۵۔ الاتقان ج ا ر ۶۱

۷۶۔ الاتقان ج ا ر ص ۶۱

۷۷۔ مجمع البیان ج ۹ ر ص ۲۱۸

۷۸۔ کتاب سلیم بن قیس ص ۱۱۰، بحار الانوار

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تُقَدِّمُوا۟ بَيْنَ يَدَىِ ٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ ۖ وَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ

(الحجرات۔۱)

اے ایمان لانے والو! اللہ اور اس کے رسول سے کسی چیز میں آگے نہ بڑھا کرو اور تقویٰ الٰہی اختیار کرو۔ بیشک اللہ سننے والا، جاننے والا ہے۔